



تنظیم کامیوں کی تقسیم

www.sirat-e-mustaqeem.com

پیشکش: امریکی ایلیٹس شہری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط
تنظیمی کاموں کی تقسیم

مجھ پر درود شریف پڑھ کر اپنی مجالس آراستہ کرو کہ تمہارا درود پاک پڑھنا بروز قیامت تمہارے لئے نور ہوگا۔

(فردوس الاخبار رقم الحدیث ۳۱۲۸ بیروت)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبَا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْ مُحَمَّد

کام کی مبارک تقسیم

ایک مرتبہ کسی سفر میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بکرو ذبح کرنے کا ارادہ کیا اور کام تقسیم کر لیا۔ کسی نے اپنے ذمہ ذبح کا کام لیا تو کسی نے کھال اُدھیرنے کا، نیز کوئی پکانے کا ذمہ دار ہو گیا۔ سرکارِ مدینہ ﷺ نے فرمایا، لکڑیاں جمع کرنا میرے ذمہ ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان عرض گزار ہوئے، آقا ﷺ یہ بھی ہم کر لیں گے۔ فرمایا، یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ آپ حضرات بخوشی کر لیں گے۔ مگر مجھے یہ پسند نہیں کہ آپ لوگوں میں نمایاں رہوں اور اللہ ﷻ بھی اس کو پسند نہیں فرماتا۔

(اتحاف السادة المتقين ج ۸ ص ۲۱۰ دارالکتب العلمیہ بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے پیارے آقا، مدنی مصطفیٰ ﷺ اور آپ ﷺ کے جانثار صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کتنے پیارے انداز میں کام تقسیم کر لیا کہ جہاں بھر کے لوگ ایسی مثال پیش نہیں کر سکتے اور یہ سب مدنی آقا ﷺ کی مبارک تربیت کا اثر تھا کہ یہ انداز ان صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طبیعت بن گیا تھا۔ ہجرت کا سفر ہو یا حج کا موقع، غزوات و سرایا ہوں یا دعوت اسلام عام کرنے کے لئے راہِ خدا ﷻ میں سفر کرنے والے مدنی قافلے، وہ ہمیشہ اپنے امور بحسب صلاحیت آپس میں تقسیم فرمالیا کرتے اور ہر ایک اسلام کی پُر خلوص و بے لوث خدمت کیلئے خود کو پیش کر کے اپنی ذمہ داری باحسن وجہ سرانجام دینے کی بھرپور سعی کرتا۔ پیارے آقا ﷺ بھی عاجزی اختیار فرماتے ہوئے اپنے غلاموں کی حوصلہ افزائی کے لئے عملی طور میں شرکت فرمالیا کرتے جیسا کہ حدیث بالا میں مذکور ہے۔ اس طرح رہتی دنیا تک کیلئے ہمیں کیسا عمدہ لائحہ عمل عطا فرمایا گیا کہ حتی الامکان ہر کام تقسیم کاری کے ذریعے کیا جائے۔ جس جس کام کی صلاحیت و لیاقت رکھتا ہو اس میں خدمات سرانجام دے اور یہی طریقہ کار فطری نظام سے زیادہ قریب ہے۔ مثلاً جسمانی نظامہائے انسان ہی کو لے لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور قدرت کاملہ سے انسانی جسم میں بیک وقت نظام انہظام، نظام تنفس، نظام اعصاب، اور نظام مخصوص اعضاء کی مخصوص کارکردگیوں پر مشتمل تقسیم کار کا ایک لا جواب نمونہ ہے۔

شہد کی تیاری اور تقسیم کاری

مل جل کر تقسیم کاری (Distribution) کے ذریعے کام کرنے کی ایک بہترین مثالی شہد کی تیاری کے سلسلے میں کھیلوں کی تک و دو ہے۔ کثیر فوائد کا حامل شہد ہمارے لئے اللہ ﷻ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ مگر اس کی تیاری ایک بے حد محنت بہت ساری کھیاں مل جل کر اپنی اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے یہ کام کرتی ہیں تو کرم وقت میں ایک بڑی مقدار میں شہد

لنگڑا اور اندھا

اس طرح تقسیم کاری (Distribution) میں ایک دوسرے کی صلاحیات سے مستفید ہونے کے بھی بہترین موقع نصیب ہوتے ہوتے ہیں جیسا کہ حکایت مشہور ہے کہ ایک عمارت میں آگ لگ گئی۔ لوگ اپنی اپنی جانیں بچا کر وہاں سے نکلنے لگے۔ اس عمارت میں دو معذور افراد بھی تھے جن میں سے ایک لنگڑا اور دوسرا اندھا تھا۔ دونوں نے اپنی کمزوریوں سے مفاہمت کرتے ہوئے جانیں بچانے کے لئے بڑی انوکھی ترکیب سے کام لیا چنانچہ اندھے نے لنگڑا کو اپنے کندھے پر سوار کر لیا اور لنگڑا اندھے کی رہنمائی کرنے لگا۔ یوں وہ دونوں ہی آگ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

آگ بجھ گئی

دوسری طرف آگ بجھانے والے عملے ایک فرد پانی کی سپلائی کا والو (Valve) (یعنی پائپ) سنبھالے ہوئے ہے، ایک سیڑھی پر چڑھ کر پانی کا چھڑکاؤ کر رہا ہے اور ایک مزید پانی لئے اس طرف بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ اس طرح تقسیم کاری مدد سے اجتماعی کوشش کے ذریعے ایک خطرناک آگ پر قابو پا کر بہت سی قیمتی جانیں اور بیش قیمت اموال بچائے گئے۔

یونہی زندگی کے کسی بھی شعبہ (Department) میں دیکھ لیجئے، حکومتی محکموں (Government Departments) سے لیکر پرائیوٹ اداروں (Private Institutes) تک جہاں بھی تقسیم کار پایا جائیگا اس کے فوائد نمایاں ہونگے۔

دعوت اسلامی کو تقسیم کار کی ضرورت ہے

الغرض کوئی بھی ادارہ کارخانہ (Factory) یا تنظیم ہو، جہاں بھی بڑی تعداد میں لوگ کام کرتے ہیں وہاں تقسیم کاری ضرورت ہوتی ہے۔ لہذا ہماری چہیتی تحریک ”دعوت اسلامی“، (جسکا مدنی کام تادم تحریر دنیا کے ۵۵ ممالک کے لاکھوں مسلمانوں میں پھیل چکا ہے) کو بھی تقسیم کاری ضرورت ہے۔ تقسیم کار کے ذریعے ہم دعوت اسلامی کے تمام مدنی کام احسن، بہل، اور منظم انداز میں کر سکتے ہیں، کم وقت میں مطلوبہ نتائج حاصل کر کے اپنا کام تیز تر کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ علاقوں میں اسلام کا یہ مدنی پیغام عام کر سکتے ہیں، کثیر تعداد میں نئے اسلامی بھائی تربیت و تجربہ حاصل کر کے ذمہ داران کے نعم البدل بن سکتے ہیں نیز احکامات کی بروقت ترسیل اور کارکردگی لینے کی مضبوط ترکیب بھی تقسیم کاری مرہون منت ہے۔

تقسیم کار کی بہترین تصویر

الحمد للہ تعالیٰ ﷺ ”دعوت اسلامی“ کے سنتوں کے تربیت کیلئے راہِ خدا ﷻ میں سفر کرنے والے مدنی قافلے تقسیم کار اور نعم البدل کی تیاری بہترین تصویر کرتے ہیں مثلاً صبح کا مدنی مشورہ ہی لے لیجئے جس میں امیر قافلہ شرکاء قافلہ میں ذیل بارہ گھنٹوں کے کام تقسیم کر دیتے ہیں کہ کون کس وقت درس بیان کرے گا، کون کس نماز کے بعد اعلان کرے گا، اور کھانے

اور مسجد وغیرہ کی خیر خواہی کون کرے گا۔ اس سے فوائد ہاتھوں ہاتھ سامنے آنے لگتے ہیں۔ جو کسی سے بات کرنے کی لیاقت و ہمت نہیں رکھتے نیکی کی دعوت دینے والے اور انفرادی کوشش کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اسی طرح علاقائی دورہ برائے نیکی دعوت بھی اعلیٰ درجے کی تقسیم کار پر مشتمل ہوتا ہے۔ جس کی برکتوں سے بھی ہر سمجھدار باشعور اسلامی بھائی خوب آگاہ ہے۔

نفس جاہ پسند

ان تمام مثالوں اور فوائد سے تقسیم کی اہمیت سمجھ جانے کے باوجود ہو سکتا ہے کہ جاہ پسند نفس بد اس میں رکاوٹ بنے کیونکہ نفسِ ادایت کی کواہش کا ڈوگر ہے جیسا کہ سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں کہ ”ہر انسان (کافس) بالطبع کمال میں منفرد ہونے کا پسند کرتا ہے۔“ اس انفرادیت کی خاطر وہ اپنے مرتبہ و منزلت کے اعتقاد کے ساتھ لوگوں کے دل مسخر کرنے اور اپنی شہرت قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے جسے ”چاہ“ کا نام دیا گیا ہے۔ مگر کام تقسیم کرنے میں نفس کیلئے مشکل یہ ہے کہ کسی شخصیت کی انفرادیت قائم نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ جس شخص کا منفرد ہونے کا مزاج بن جاتا ہے وہ تاسیم کار کے عمل پر پورا نہیں اترتا، اگر بظاہر وہ تقسیم کا انداز اختیار کر بھی لے جب اپنی شخصیت کو نمایاں رکھتا ہے۔ اسے اس بات کا خوف رہتا ہے کہ کہیں کوئی دوسری شخصیت اوپر آ کر میری انفرادیت و شہرت اور مرتبہ و منزلت ختم نہ کر دے۔ پھر وہ اپنی اس جھوٹی انفرادیت شہرت اور مرتبہ و منزلت قائم رکھنے کی ہوس میں ظلم پر اتر آتا اپنی برتری ثابت کرنے اور ماتحت اسلامی بھائیوں کو کمتر اور نیچا دکھانے کے لئے نت نئے انداز اختیار کرتا، طرح طرح کی چالیں چلتا اور اس کوشش میں دینی نقصان کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔ ایسا اسلامی بھائی چاہتا ہے کہ لوگ اور ذمے داران صرف اسے ہی جانیں پہچانیں، اس کی ہی تعریف کریں اور ان کی نظر میں اسی کی اہمیت وقعت قائم ہو۔ اس کے ماتحت جو عہد کام کریں انہیں بھی اپنی طرف منسوب کر لیتا ہے۔ اس کے اس منفی رویے سے اس کے ساتھ مدنی کام کرنے والے اسلامی بھائیوں کے حوصلے پست ہو جاتے، بے اعتمادی کا ماحول پیدا، دلوں میں بغض کینہ راہ پاتا، محافل و اجتماعات کا بازار گرم ہوتا اور بد نظمی کا شکار ہو کر برسوں کی کوشش سے پروان چڑھنے والا مدنی کام دنوں میں برباد ہو جاتا ہے۔

حرص جاہ و مال کی تباہی

صادق و مصدق رسول، مقبول ﷺ کا فرمان صادق شان ہے۔ ”دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے کسی ریوڑ پر چھوڑے جائیں اس ریوڑ میں اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی آدمی کی مرچے و مال کی حرص اس کا دین تباہ کر دیتی ہے۔“

(الجامع الصغیر للسیوطی علیہ الرحمۃ رقم الحدیث ۹۰۸ ص ۸۳ ط۔ دارالکتب العلمیہ بیروت)

ایک حدیث شریف میں ہے ”مال و مرتبے کی محبت دل میں اسی طرح منافقت پیدا کر دیتی ہے جس طرح پانی سبزہ لگاتا۔“ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۹۴، دار الفکر بیروت)

کاش کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رضا و خوشنودی کا حریص، اخلاص۔ عاجزی اور استقامت کا پیکر بنا کر مرتبے و مال کی حرص و محبت، دنیا کی جھوٹی عزت کی وقعت اور خواہش تعریف و شہرت ہمارے دلوں سے نکال دے کہ ان بری صفاتوں میں

ہمارے قلوب کی خرابی اور آخرت کی بربادی ہے۔ جیسا کہ

شہرت کی ہلاکت خیز

حضرت سیدنا بشر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”جو شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ لوگوں میں مشہور ہو وہ آخرت کی حلاوت نہیں پاسکتا۔“ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۹۳ ط، دار الفکر بیروت)

اسی طرح شہرت کی اس خواہش بد میں دین ایمان کی تباہی اور جہاں کی ذلت و رسوائی کا بھی شدید اندیشہ ہے۔ چنانچہ یہی حضرت بشر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ”میں کس ایسے شخص کو نہیں جانتا جو شہرت چاہتا ہو اور اس کا دین تباہ اور وہ خود ذلیل و رسوانہ ہوا ہو“ (ایضاً ۲۹۲)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ان روایات سے پتہ چلا کہ شہرت کے حصول کی خواہش و کوشش سے احترازی ہی میں عافیت ہے کیونکہ اس کے شر سے بچنا بے حد دشوار ہے مگر جس کو اللہ ﷻ محفوظ فرمائے۔ اور ہم کمزوروں کے لئے تو گم نامی و عدم شہرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمت ہے۔

گم نامی نعمت ہے

حضرت سیدنا فضیل عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے پر جو انعامات فرمائے ہیں ان میں بعض کے بارے میں فرمائے گا، کیا میں نے تم پر انعام نہ کیا؟ میں نے تمہیں چھپائے نہ رکھا؟ کیا میں نے تمہارا کرپوشید نہ رکھا؟ (ایضاً ص ۲۹۴)

شہرت کے نقصانات اور گم نامی کے فضائل کی وجہ سے ہمارے اسلاف علیہم الرحمۃ گم نامی کو شہرت پر ترجیح دیا کرتے اور شہرت و مرتبہ پانے سے خوفزدہ رہتے تھے۔

حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ الوالی احوال العلوم میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا حوشب علیہ رحمۃ الزب رور ہے تھے اور فرماتے تھے کہ افسوس! میرا نام جامع مسجد تک پہنچ گیا۔ (احیاء العلوم ص ۲۹۳ ط، دار الفکر بیروت)

حضرت سیدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”دنیا میں صرف ایک دن میری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں وہ اس طرح کہ ایک رات میں نے شام کے کسی گاؤں کی مسجد میں گزاری اور میرے پیٹ میں تکلیف تھی، مؤذن نے مجھے پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹا اور مسجد سے نکال دیا۔“ (ایضاً ص ۲۹۳)

سبحان اللہ ﷻ! اخلاص کے پیکر ہمارے بزرگان دین علیہم رحمۃ التین کی حب جاہ مرتبہ سے خالی، عاجزی اور انکساری والی کیسی مدنی سوچ ہوا کرتی تھی کہ اعلیٰ مراتب پر جائز ہونے کے باوجود لوگوں کی جانب سے قدرنا شناسی پر بھی خوش اور تکلیف و گز پزیری ہی ہمیں محبوب و پسند ہے۔ اے کاش! ہمیں بھی بزرگان دین علیہم رحمۃ التین کی عاجزی و اخلاص پر مشتمل ایسی مبارک سوچ نصیب ہو جائے کہ اسی میں ہمارے لئے دونوں جہاں کی بھلائی ہے۔

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر تجھ سے ہو سکے کہ تو مشہور نہ ہو تو ایسا کر اس میں کچھ حرج نہیں تو مشہور نہ ہو اور اس میں بھی کچھ حرج نہیں کہ تیری تعریف نہ کی جائے اور اس میں حرج کی بات نہیں کہ تو لوگوں کے

نزدیک مذموم (یعنی مذمت کیا جانے والا) ہو جبکہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محمود ہو۔

وسوسہ: یہاں یہ وسوسہ پیدا ہو سکتا ہے کہ ہمارے یہی اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ جو شہرت کی مذمت فرما رہے ہیں، ان کی اپنی شہرت کے تو ہر طرف ڈنکے بج رہے ہیں۔

علاج وسوسہ: امام سیدنا محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اس وسوسہ کا علاج کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طلب شہرت مذموم ہے اور اگر اللہ تعالیٰ ﷻ اپنے کسی بندے کو دین پھیلانے کے لئے بغیر طلب و تکلیف کے شہرت عطا فرمادے تو یہ مذموم نہیں۔ (ایضاً ۲۹)

پس ہجر ثرین کا مسافر

انفرادی شخصیت بنانے والے کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو کسی ہجر ثرین (Passenger train) میں ایک مسافر کی حیثیت سے سوار ہوتا اور سفر اختیار کرتا ہے۔ اگر وہ کسی اسٹیشن پر سوار جاتا ہے تو ثرین رکی نہیں رہتی بلکہ آگے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کوئی مسافر کیسا ہی باصلاحیت کیونہ ہو اس کے اتر کر چلے جانے سے ثرین کے سفر پر کوئی اثر نہیں پڑتا بلکہ ثرین مسلسل چلتی رہتی ہے۔ اگر کچھ مسافر اترتے ہیں تو دوسرے چڑھ جاتے ہیں۔ کچھ اسی انداز سے ”دعوتِ اسلامی“ (سوئے مدینہ) اپنا سفر جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس کی ثرین سے مشابہت اس بات کا احساس دلاتی ہے کہ کوئی فرد اس کا جزو لاینفک نہیں کہ اس کے جانے سے ”دعوتِ اسلامی“ سلامت نہ رہے۔ بلکہ ”دعوتِ اسلامی“ کی گاڑی ان شاء اللہ ﷻ سلامت روی سے چلتی رہے گی اگر کوئی چلتی گاڑی سے چھلانگ لگاتا ہے تو اپنا نقصان کرتا ہے نہ کہ گاڑی کا۔ لہذا ہر ایک اس حقیقت پر نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو مدنی کاموں میں مصروف رکھ کر اپنی نجات کا سامان کرتے اور یہ بات بھی اپنے ذہن میں محفوظ کر لے کہ آج جو کام وہ کر رہا ہے اس کے علاوہ کوئی اور بھی کر سکتا ہے۔ لہذا اپنی انفرادی شخصیت بنانے کی ذہن کیجھ سے تقسیم کار کے عمل کو درست طور پر نافذ نہ کرنے والا اپنے رویے میں تبدیلی پیدا کرے اور اس بات کو تسلیم کرے کہ ”دعوتِ اسلامی“ محض اس کی محتاج نہیں بلکہ اس کے جانے کے بعد ایسے کئی اسلامی بھائی ہیں جو اس کا نعم البدل بن کر اس سے بہتر کارکردگی پیش کر سکتے ہیں۔ حُبِ جاہ کے شکار ایسے اسلامی بھائی کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے کہ اس رب بے نیاز ﷻ کو اس بات کی پرواہ ہی کب ہے کہ کوئی خاص شخص اس کے دین کا کام کرے۔ وہ پروردگار غنی و صمد ﷻ اپنے بندوں میں سے جس چاہتا ہے اپنے دین کی خدمت لے لیتا ہے۔ وہ اسلامی بھائی اس بات کا بھی خوف رکھے کہ اگر اس کی حُبِ جاہ اور مرتبے کی خواہش کی وجہ سے کوئی دینی نقصان ہو گیا تو اس منتقمِ حقیقی ﷻ کی پکڑ بڑی شدید ہے۔

قرآن پاک تمبیہ فرماتا ہے۔ اَنْ يَّبْطِشَ رَيْبُكَ لِشَيْءٍ مِّنْ دُ

ترجمہ کنزالایمان: ”بیشک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔“ (سورۃ البروج پ ۳۰ آیت ۱۲)

لہذا آخرت کی عزت و سر بلندی کی خاطر دنیا میں برتری کی خواہش ترک کر کے تکبر و بڑائی اور دینی نظام میں فساد سے بچے اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش نظر رکھے۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يَرِىْدُوْا نَعْلُوْا فِيْهَا اِلَّا دُ

وَلَا تَسْأَلُوا لَهُمْ تَرْجُمَةً ۚ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُمْ آخِرُ كَافِرِينَ ۚ (سورۃ القصص پ ۲۰ آیت ۸۳)

اس لئے ہر اسلامی بھائی کا جزی اختیار کرے اور اپنی ”دعوت اسلامی“ کا مخلص مبلغ بن کر اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرے اور اخلاص کا تقاضا یہ ہے کہ تقسیم کار کے ذریعے ماتحت اسلامی بھائیوں کو آگے لاتے ہوئے مدنی کام میں اضافے اور بہتری کا سبب بنے۔

اخلاص کی پہچان کا ایک طریقہ

کسی کام میں مخلص ہونے کی مثال ہمارے علماء کرام یوں دیتے ہیں کہ ایک شخص کس کنویں میں گرے ہوئے آدمی کو نکالنے کی کوشش کر رہا ہوا اور اس کو مقصود اس کی جان بچانا ہو۔ اتنے میں ایک شخص آئے اور کسی ترکیب سے اس آدمی کو کنویں سے نکال کر اس کی جان بچالے۔ اب پہلا شخص اگر اس پر دل میں خوشی محسوس کرے تو سمجھ لے کہ وہ اس کنویں میں گرے ہوئے کی جان بچانے میں مخلص تھا کیونکہ یہ مقصود تو حاصل ہو گیا خواہ کسی دوسرے کے ذریعے سہی اور اگر اس کا دل اس پر ناخوش ہو کر دوسرے نے کیوں نکالا مجھے نکالنا تھا تو وہ سمجھ لے کہ وہ اس گرے ہوئے کی جان بچانے میں مخلص نہ تھا بلکہ اپنے نمبر بنانے اور اپنی واہ واہ کروانے کا خواہش مند تھا۔ لہذا ہر مبلغ مخلصانہ کردار ادا کرے اور یہ ذہن بنائے کہ اس کا مقصود کفر و ضلالت اور جہالت و معصیت کے کنوؤں میں گرے ہوئے بے شمار لوگوں کو ان کنوؤں سے نکالنا اور انہیں ایمان و صالحیت کے منبروں پر بٹھا کر قبر و جہنم کی آگ سے بچانا ہے۔ اب یہ مقصد خواہ اس کی اپنی ذات کی وجہ سے حاصل ہو یا تقسیم کار کی برکت سے کسی اور مبلغ کے ذریعے، بہر صورت اس مدنی مقصد کے حصول پر نظر ہو اپنی واہ واہ اور نمبروں بنانے کی خواہش ہرگز نہ ہو۔ اس بات کو مزید اس مثال سے سمجھا جاسکتا ہے کہ ایک مبلغ کو بین الاقوامی سنتوں بھرے اجتماع میں بیان کرنے کا موقع دیا گیا۔ اس کو آنے میں تاخیر ہو گئی لہذا نگران مجلس نے دوسرے مبلغ سے بیان کروالیا۔ پہلا مبلغ غور کرے کہ اس کو خوشی ہو رہی ہے یا غم۔ خوشی کی حالت اخلاص اور غم کی کیفیت اپنی واہ واہ نمبر بنانے کی خواہش پر دل ہے۔ اسی طرح مدت پوری ہونے پر یا کسی بھی سبب سے ایک کی جگہ دوسرے اسلامی بھائی کو نگرانی یا ذمہ داری دے دی جائے تو اب وہ اپنی قلبی کیفیت پر غور کرے اگر دل حسد اور بغض و تکبر کا شکار ہے تو جان لے کہ اخلاص نہ تھا یہی مثال کتاب لکھنے والے کی ہے اگر اس کے نام کے بجائے لکھی گئی کتاب پر دوسرے کا نام شائع ہو جائے اور وہ غم محسوس کرے تو سمجھ جائے کہ کتاب لکھنے میں اخلاص نہ تھا۔ یاد رہے ذمہ داری پھولوں کی بیج نہیں بلکہ خاردار راہ ہے۔ دنیا میں حقوق کی ادائیگی اور آخرت میں پرش انتہائی نازک معاملہ ہے۔

نگران کے لئے دس فکر انگیز فرامین مصطفیٰ ﷺ

(۱) تم سب نگران ہوا اور تم میں سے ہر ایک سے اس کے ماتحت افراد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۰۸ دار الفکر بیروت)

(۲) جو نگران اپنے ماتحتوں سے نیانت کرے وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسند امام احمد بن

- (۳) جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے کسی زعایا کا نگران بنایا پھر اُس نے ان کی خیر خواہی کا خیال نہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اُس پر جنت کو حرام گا۔ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۵۸، کراچی)
- (۴) انصاف کرنے والے قاضی پر قیامت کے دن ایک ساعت ایسی آئے گی کہ وہ تمنا کرے گا کہ کاش! وہ آدمیوں کے درمیان ایک کھجور کے بارے میں بھی فیصلہ نہ کرتا۔ (مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۱۹۲، مدار الفکر بیروت)
- (۵) جو شخص دس آدمیوں پر بھی نگران ہو قیامت کے دن اسے اس طرح لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ اس کی گردن سے بندھا ہوا ہوگا۔ اب یا تو اس کا عدل اسے چھڑائے گا یا اس کا ظلم اسے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ (السنن الکبریٰ للبخاری، ج ۳، ص ۱۳۹، دار الکتب العلمیۃ بیروت)
- (۶) (دعائے مصطفیٰ ﷺ) اے اللہ! جو شخص اس امت کے کسی معاملے کا نگران ہے پس وہ ان سے نرمی برتے تو تو بھی اس سے نرمی فرما اور ان پر سختی کرے تو تو بھی اس پر سختی فرما۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۸۰)
- (۷) اللہ تعالیٰ جس کو مسلمانوں کے ائمہ میں سے کسی معاملے کا نگران بنائے پس اگر وہ ان کی حاجتوں، مفلسی اور فقر کے سامنے زکاوت کھڑی کرے گا۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۱۷۷)
- (آہ! آہ! آہ! جو ماتحتوں کی حاجتوں کو ارادۂ پورا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس حاجتیں پوری نہیں کرے گا۔)
- (۸) جو شخص رحم نہیں کرتا، اُس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب العفۃ والرحمۃ علی الخلق ج ۳، ص ۲۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت)
- (۹) بے شک تم عنقریب حکمرانی کی خواہش کرو گے لیکن قیامت کے دن وہ پشیمانی کا باعث ہوگی۔ اللہ کی قسم! میں اس امر (یعنی حکمرانی) پر کسی ایسے شخص کو مقرر نہیں کرتا جو اس کا سوال کرے یا اس کی حرص رکھتا ہو۔ (صحیح بخاری ج ۱۰ ص ۱۰۵۸۲)
- (جو وزارت، عہدہ اور نگرانی وغیرہ کیلئے بھاگ دوڑ کرتا اور عہدہ سے معزولی کی صورت میں فساد کرتا ہے اس کیلئے عبرت ہی عبرت ہے۔)
- (۱۰) انصاف کرنے والے نور کے معبودوں پر ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے فیصلوں، گھروالوں اور جن کے نگران بننے ہیں ان کے بارے میں غدل سے کام لیتے ہیں۔ (سنن نساء ج ۲ ص ۳۰۲)
- ### کامیاب مبلغ
- یقیناً وہ مبلغ کامیاب ہے جو اونٹ کی سی اطاعت و سادگی، زمین جیسی وسعت و عاجزی، پہاڑ کی طرح استقامت و ثابت قدمی اور آسمان کی رفعت کی مثل بلند نظری رکھتے ہوئے اپنے لئے ہر ممکن طریقے سے کثیر سرمایہ آخرت جمع کرنے کی فکر میں رہتا ہے۔ اس کی یہی مدنی سوچ رہتی ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں درج کرنے میں اس کی ذات اکیلی نہ رہے بلکہ کثیر اسلامی بھائی اس کے نامہ اعمال میں نیکیوں کے اندراج کا باعث بنیں۔ اس کے لئے اس کے پاس بہتر بن ذریعہ اس کے نعم البدل ہیں جن کی تیاری کے لئے وہ اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں میں مدنی کاموں کی تقسیم کاری کے

ساتھ ساتھ ان کی ایسی تربیت بھی کرتا رہتا ہے کہ وہ نہ صرف ان ذمے داریوں کے قابل ہو جائیں بلکہ مزید ذمے داریوں کی صلاحیت بھی حاصل کر لیں۔ اس طرح وہ اپنے لئے ثواب جاریہ کے ایک ناختم ہونے والے سلسلے کی بنا ڈالتا چلاتا ہے۔ اے کاش کہ ہمارا ہر مبلغ یہ عقائد نہ سوچ اپنالے اور اپنا نعم البدل تیار کرنے کی کوشش میں لگ کر مدنی کام میں ترقی کا باعث بن کر اپنا بھلا کرے۔

دیمک نہیں شہد کی مکی جیسا بنیں

بعض نادان لوگ منصب پر اس انداز سے چپک چاتے جیسے لکڑی سے دیمک چپکتی ہے اور خود نہیں بٹتی بلکہ اس قدر نقصان پہنچاتی ہے کہ وہ لکڑی جلانے کے قابل کر چھوڑتی ہے۔ یہاں وہ منصب واردین کے کثیر نقصان کا باعث بن کر گویا اپنے لئے جہنم کی آگ کا سامان کر گزرتا۔ ہمیں اسلامی بھائیوں کی وہ قسم درکار ہے جو دیمک کی طرح کسی منصب سے چپکنے والی نہ ہو بلکہ شہد کی مکھی کی طرح ہو جو اپنے مشن پر روانہ ہوتی، ہدف پر پہنچتی، اسے حاصل کرتی اور چھٹے تک پہنچا دیتی ہے۔ یہ مکھی پھولوں پر چپک کر نہیں بیٹھ جاتی بلکہ ان سے مطلوبہ رس حاصل کر کے لوٹ آتی اور چھٹے تک پہنچا دیتی۔ شہد کی مکھی کی یہ با مقصد مصروفیت ہمارے لئے بہترین مثال ہے کہ ہم بھی ذمے داریوں اور عہدوں کے ہو کر نہ رہ جائیں بلکہ مطلوبہ مدنی فوائد حاصل کر کے اپنے عہدوں کا اختیار مدنی مرکز کے حوالے کر دیں اور ان ذمے داریوں پر دیگر اہل اسلامی بھائیوں کو مقرر ہونے دیں بلکہ کسی حکمت کے پیش نظر مرکز خود اگر ہمیں کس عہدے سے علیحدہ ہونے کا اشارہ دے تو کوئی بدگمانی پالے بغیر، بلا چون و چرا حکم کی تعمیل کر کے پھر سے ایک عام اسلامی بھائی کے طور پر مدنی کام میں شریک ہو جائیں۔

فراست امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالی کا کیا کہنا

الحمد للہ ﷺ ہمارے بیٹھے بیٹھے شیخ طریقت امیر اہلسنت مجددین و ملت، عاشق اعلیٰ حضرت، بانی دعوت اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالی نے مدنی کام اپنے گرد رکھنے کے بجائے تقسیم فرمایا۔ ابتداء ہفتہ واری اجتماع میں خود بیان فرماتے مگر آج نے ہزاروں مبلغین تیار کر کے ”دعوت اسلامی“ کو عطا فرما دیجئے جو ہزاروں مقامات پر بیان فرماتے ہیں۔ نیز ”دعوت اسلامی“ کے روشن مستقبل کے پیش کے پیش نظر ایسی ہی بصیرت افروز، عاقبت خیز اور دور اندیش سوچ کے تحت مجالس و کامیانات کے قیام کا یہ پُر حکمت و خوش انجام نظام بدوام نافذ کر دیا مرکزی مجلس شوریٰ قائم کر کے دعوت اسلامی کے تمام اموار اس سے تفویض کر دیئے اس طرح مرکزی مجلس شوریٰ کو بالخصوص اور تمام دعوت اسلامی والوں کو بالعموم یہ مدنی ذمہ عطا فرمایا ہے کہ مجالس کے ذریعے مدنی کام تقسیم کر کے نعم البدل تیار کریں اور مشاورتی نظام کے ذریعے اسلامی بھائیوں کی عمدہ آراء اور قابل قدر مشورے حاصل کر کے مدنی کام مزید آگے بڑھائیں۔ اس نظام کی مزید پائیداری بہتر سے بہتر کارکردگی اور خود رانی و اجارہ داری کے کھل خاتمے کیلئے ہر ایک نگران، مجلس، کابینہ اور مشاورت کی مدت بھی مقرر کر دی گئی ہے تاکہ کوئی نگران ذمہ دار خود کو اس عہدے کو جُزْؤ لَا یَنفَکْ سمجھ کر خود غرضی و من مرضی کرنا نہ ہو اجتماعی مفادات کو ٹھیس نہ پہنچا بیٹھے اور مخلص و اہل اسلامی بھائیوں

کا اتصال کر کے انہیں خدمت اسلام سے محروم نہ کر سکے۔

تقسیم کار و نعم البدل کی تیاری کے سلسلے میں کچھ مدنی پھول پیش خدمت ہیں۔

اگر ہم نے یہ مدنی پھول اپنے دلوں کے مدنی گلہستوں میں سجائے تو ان شاء اللہ ﷻ یہ معاملہ ہمارے لئے بہت سہل و آسان ہو جائیگا۔

۱۔ اپنا یہ پختہ ذہن بنا لیجئے اور اپنے دل کے گوشے گوشے میں بات سمولجئے کہ ”دعوتِ اسلامی میری ہے“ اس کا فائدہ میرا فائدہ اور اس کا نقصان میرا نقصان ہے۔

۲۔ یہ بات بھی ذہن میں بٹھالیں کہ جو کام میں کر رہا ہوں وہ میری جگہ نہ صرف کوئی اور کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے کسی کا محتاج نہیں وہ جس سے چاہے اپنے دین کام لے لے۔ ہاں، یہ اس کا کرم ہے کہ دعوتِ اسلامی کے ذریعے وہ مجھے اسلام خدمت کا شرف عطا فرما رہا ہے۔

۳۔ مدنی کام میں کسی ممکنہ قتل مثلاً آپ کی مدینے شریف حاضری، گھریلو مجبوری، آفتِ ناگہانی یا دنیا ہی سے رخصتی وغیرہ کے پیش نظر دعوتِ اسلامی کے مدنی کام کو متاثر ہونے سے بچانے کے لئے نعم البدل کے طور پر ایسے اسلامی بھائی تیار رکھیے فوراً آپ کی ذمہ داری سنبھال سکیں۔ حضرت سیدنا موسیٰ علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوہِ طور پر تشریف لے جانے سے پہلے حضرت سیدنا ہارون علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا نائب مقرر فرمایا چنانچہ قرآن پاک میں ہے، (وَقَالَ

مُوسَىٰ لَا حَيَّةَ هَارُونَ أَخْلَفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلَحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ۝)

ترجمہ کنزالایمان: ”موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا، میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا اور فساد پوکی راہ کو دخل نہ دینا۔“ (سورۃ الاعراف پ ۹ آیت ۱۳۲)

۴۔ حتی الامکان ہر اہم کام اپنے نگران اور ماتحت اسلامی بھائیوں کو اعتماد میں لے کر ان کے مشورے سے کریں۔
ٹٹھے ٹٹھے اسلامی بھائیو! ہم نے ایسا ذہن بنالیا تو اس کی برکت سے جہاں ہمارا ماتحت اسلامی بھائیوں سے عدم توجہی اور حوصلہ شکنی پر مبنی منفی رویہ مثبت رویہ میں بدل جایگا وہاں کسی اسلامی بھائی کے اوپر آنے کی وجہ سے اپنی شخصیت کی اہمیت مجروح ہونیکا خوف بھی ختم ہو جائیگا بلکہ ہم خود اچھے سلجھے ہوئے، مدنی قافلوں میں سفر اور مدنی انعامات پر عمل کرنے والے، نیک سیرت اور تقویٰ پر ہمیز گاری والے باصلاحیت اسلامی بھائی آگے لائیں گے، انہیں مدنی کام کا موقع دیں گے اور ان کی حوصلہ افزائی کریں گے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری دعوتِ اسلامی عروج کی بلندیوں پر اڑنے لگیں گی اور ہم ثواب جاریہ کا عظیم ذخیرہ پائیں گے نیز اس صورت میں نہ صرف ہمارے لئے مزید مدنی کام کرنے اور آگے بڑھنے کی راہیں کشادہ، ہموار ہوں گی بلکہ مدنی کام آگے بڑھانا بھی آسان ہو جائیگا کیونکہ ہمارے پاس ہر وقت نعم البدل کی ایک فوج تیار ہوگی اور ویسے بھی تجربہ ہے کہ نئے آنے والے نئے جذبے اور دلولے سے کام کرتے ہیں۔ اور بعض تو ایسے نادر کام کر گزرتے ہیں کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ لہذا ماتحت اسلامی بھائیوں کی تربیت و تیاری بہت ضروری ہے۔ وہ اسلامی

بھائی جن پر دعوتِ اسلامی کے اہم کاموں کی ذمہ داریاں ہیں انہیں خصوصی طور پر اس طرف توجہ دینی چاہیے کیونکہ ان کے ذمے مدنی مشورے، بیانات اور ان کی تیاری، مکتوبات دیکھنے اور ان کے قابلِ اطمینان جوابات دینے، مسائل کا براہِ راست حل پیش کرنے اور دیگر بشری و معاشرتی تقاضوں وغیرہ کے ڈھیروں معاملات ہوتے ہیں۔ اگر وہ یہ خیال کریں کہ یہ سارے کام وہ اکیلے بخوبی کر لیں گے تو شاید اس کو خوش فہمی ہی کا نام دیا جاسکتے کیونکہ بظاہر ایسا انتہائی مشکل امر ہے تو ایسے ذمے داروں کو خوش فہمی کے دائرے سے باہر نکل کر کام تقسیم کرنے ہونگے اور اپنے بعد بھی یہ سارے کام جاری و ساری رکھنے کے لئے اپنے نعم البدل بنانے ہونگے۔

مدنی مشورہ تقسیم کار اور نعم البدل کی خوبصورت تدبیر

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے کام باہم مشورے سے سرانجام دینے کی ترغیب ارشاد فرماتے ہوئے مسلمانوں کے مشورے سے کام کرنے کا پسندیدگی کے طور پر ذکر فرمایا اور جس سورۃ میں ان کے مشورے کا فعل مذکور ہوا ہے اس کا نام سورۃ الشوریٰ رکھا گیا چنانچہ (پارہ ۲۵ سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر ۳۸ میں) ارشاد فرمایا گیا (وَأْمُرْهُمْ شُورَىٰ تَبَيَّنَتْ) ترجمہ کنز الایمان: ”اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے۔“ (پ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۳۸)

مشورہ کرنے کی اہمیت اس بات بھی واضح ہونی ہے کہ اللہ ﷻ نے اپنے محبوب کریم روف و رحیم ﷺ سے ارشاد فرمایا (وَشَاوَهُمْ فِي الْأَمْرِ) ترجمہ کنز الایمان: ”اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔“ (پ ۲ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۵۹) اس آیت کی تفسیر میں خزائن العرفان میں ہے کہ اس میں ان کی دلدادگی بھی ہے اور عزت افزائی اور یہ فائدہ بھی مشورہ سنت ہو جائے گا اور آئندہ امت اس سے نفع اٹھاتی رہے گی۔ حضرت سیدنا حسن بصری اور ضحاک رحمہما اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو اپنے اصحاب سے مشورہ کرنے کا حکم اس وجہ سے نہیں دیا کہ اللہ ﷻ اور اس کے پیارے حبیب ﷺ کو ان کے مشورہ کی حاجت ہے بلکہ اس لئے کہ انہیں مشورے کی فضیلت کا علم دے اور آپ کے بعد آپ کی امت مشورہ کرنے میں آپ کی اقتداء اور اتباع کرے۔ (تفسیر قرطبی الجزء الرابع ص ۹۲ ادار الفکر بیروت)

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ نے امام ابن عدی اور امام بیہقی علیہما الرحمۃ کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آقا ﷺ مشورے سے مستغنی ہیں لیکن اللہ ﷻ نے مشورے کو میری امت کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ (روح المعانی ج ۳ ص ۸۰۸ ط ۱، دار حیاء التراث العربی بیروت)

مشورے کے فوائد:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی کام کا ارادہ کرے اور اس میں کسی مسلمان شخص سے مشورہ کرے اللہ تعالیٰ اسے درست کام کی ہدایت دے دیتا ہے۔ (المجامع احکام القرآن الجزء الرابع ص ۹۳ ط ۱، دار الفکر بیروت)

نہی پاک ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد قبیلہ بنو ثقیف (جو آخر اسلام قبائل سے تھا) نے ارتداد کا ارادہ کیا اور حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا جو ان میں لائق اطاعت، سمجھدار شخصیت تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ”عرب والوں میں

سب سے آخر میں اسلامی قبول کے کسب سے پہلے مرتبہ ہونے والے نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس مشورے سے انہیں نفع دیا (اور وہ اسلام پر ثابت قدم رہے)۔ (العقد الفرید ج ۲۶ ط، دار لایۃ التراث العربی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقائے مدینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے استخارہ کیا وہ نافرمان نہیں ہوگا اور جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہیں ہوگا اور جس نے میانہ روی کی وہ کنگال نہیں ہوگا۔ (الحکم الاوسط للطبرانی ج ۵ ص ۷۷ رقم الحدیث ۶۶۲۷ دار الفکر بیروت)

مشورہ کرنے والا درست پیاتا ہے

کہا جاتا ہے کہ جسے چار چیزیں دی گئیں اس سے چار چیزیں روکی جاتیں۔ (۱) جسے شکر کرنے کی توفیق ملی اس سے مزید عطا منع نہیں کی جاتی۔ (۲) جسے توبہ کی توفیق دی گئی اس سے قبولیت نہیں روکی جاتی۔ (۳) جس نے استخارہ کیا اس سے خیر نہیں روکی جاتی۔ (۴) جس نے مشورہ کیا اس سے صواب و درستی نہیں روکی جاتی۔ (المسطر ف ج ۳ ص ۲۳۸ ط، دار سادہ بیروت)

خود رائی، عقل کی دشمن

کس دانہ سے پوچھا گیا کونسی چیز عقل کی زیادہ مہید اور کونسی زیادہ مضر ہے۔ کہا، عقل کے لئے زیادہ مفید تین چیزیں ہیں۔ (۱) علماء کرام سے مشورہ کرنا، (۲) امور کا تجربہ ہونا، (۳) کام میں ٹھہراؤ سلجھاؤ ہونا۔ اور زیادہ مضر بھی تین چیزیں ہیں۔ (۱) خود رائی (۲) نا تجربہ کاری (۳) جلد بازی۔ (العقد الفرید ج ۱ ص ۲۶ ط، دار لایۃ التراث العربی)

پسند کا معاملہ

ہمارے آقا علی حضرت، مجددین و ملت، امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں، ”امت کے لیے فائدہ مشورہ یہ ہے کہ تلاحق افکار و افکار (یعنی نظریات کے باہم ملنے) سے بارہا وہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ صاحب رائے کی نظر میں نہ تھی۔“ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۸ ص ۳۹۱ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

ٹھٹھے ٹھٹھے اسلامی بھائیوں! دینی و دنیاوی امور میں مشورے کی بڑی اہمیت و ضرورت اور نفع اندوزی و برکت ہے۔ ایک شخص کی رائے اس کے دھاگے کی مثل ہے جس سے کوئی وزنی چیز نہیں اٹھائی جاسکتی مگر جب مشورے کے ذریعے چند آراء مل گئیں تو اس مضبوط رسی کی طرح ہو گئیں جس سے بھاری چیزیں بھی باندھ کر اٹھائی جاسکتی ہیں۔ چنانچہ شخص واحد کی رائے کے مقابلے میں مشورے کے ذریعے انتخاب کردہ رائے درست و صواب تک پہنچنے میں زیادہ کارگر و رہتی ہے۔ اور اگر بالفرض وہ (منتخب رائے) مقصود و مطلوب تک نہ بھی پہنچائے اور نتیجے میں درست نہ بھی حاصل ہو تو بھی مشورہ کرنے والا شرمندگی و ندامت اور طعنہ زنی و ملامت سے محفوظ و مامون رہتا ہے کیونکہ معاملہ سب کی رائے سے طے پایا تھا۔ یہاں ایک اعرابی کا قول بہت درست واقع ہوتا ہے کہ کوئی مددگار مشورے سے بڑی کر قوی نہیں کیونکہ مشورے کے بعد کوئی کام سرانجام دینے سے ناکامی و نقصان کی صورت میں مشورہ دینے والے مدد و معاون ہو کر نقصان پورا کرنے میں ساعی ہوتے ہیں وگرنہ بغیر مشورے کے کسی کام کی انجام دہی سے ناکامی کی صورت میں بے یاری و مددگار ری غفلت

وشرمندگی اور جگ ہنسائی کا سامنا ہو سکتا ہے۔

نیک بخت کون؟

حضرت سہل بن سعد الساعدی ؓ نے آقائے کائنات ﷺ سے روایت کیا ہے کہ جو بندہ مشورہ لے وہ کبھی بد بخت نہیں ہوتا اور جو بندہ خود رائے اور دوسروں کے مشوروں سے مستغنی (یعنی بے پرواہ) ہو وہ کبھی نیک بخت نہیں ہوتا۔ (الجامع الاحکام القرآن الجزء الرابع ۹۳ ادار الکتب العلمیہ بیروت)

اِنَّ اللّٰیْبَ اِذَا تَفَرَّقَ اَمْرُهٗ
وَ اَخُو الْجَهَّالَةِ یَسْعِدُ بِرَاْیِهٖ
فَتَقَى الْاُمُورَ مَنَا اَوْ مَشَاوِرَا
فَقَرَاہُ یَغْتَسِفُ الْاُمُورَ مَخَاطِرَا

(۱) عقل مند کا معاملہ جب متفرق ہو (کرا لے) جاتا ہے تو وہ غموں اور مشورہ کرتے ہوئے اس کی جتنوں کو یقیناً واضح کر لیتا ہے۔

(۲) اور جاہل و نا تجربہ کار اپنی رائے کو ترجیح دیتا ہے کہ وہ خطرے میں پڑتے ہوئے اپنے کام بغیر سوچے سمجھے کر گزرتا ہے۔

خود رائی کا نقصان

کہا جاتا ہے، ”جس نے اپنی رائے کو بڑا جانا بہک گیا۔“ (الجامع لاحکام القرآن الجزء الرابع ۱۹۲)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں، ”جس نے اپنی رائے کو کافی جانا و خطرے میں پڑ گیا۔“ (المسطر ف ج ۲۳۵ دار صادر بیروت)

ٹٹھے ٹٹھے اسلامی بھائیو! اس سے خودائے (یعنی اپنی رائے کو بڑا جاننے والا) عبرت حاصل کرے اور عاجزی اختیار کرتے ہوئے مشورے کو تیرہ بنائے کہ یہی ہمارے آقا ﷺ کا مبارک خلق اور پاکیزہ سنت ہے۔

مشورہ کرنا سنت ہے

ہمارے مدنی آقا ﷺ باوجود یکہ مشورے سے مستغنی تھے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مشورہ کر کے اس کی حوصلہ افزائی فرماتے اور ان کے مناسب مشورے بخوشی قبول فرما لیتے جس کی روشن مثالیں غزوہ احزاب (غزوہ خندق) میں حضرت سلمان فارسی ؓ کی رائے پر خند کھد کر اور غزوہ اُحد میں میدان میں جنگ کرن وغیرہ ہیں۔

مدنی آقا ﷺ کی عاجزی و انکساری کی خوشبوؤں سے مہکتا اور مشورے کی برکتیں لٹاتا ایک واقعہ ملاحظہ ہو جو غزوہ بدر کے موقع پر پیش آیا۔ چنانچہ

جنگی تدبیر اور مشورہ

غزوہ بدر میں مدنی آقا ﷺ نے وادی بدر کے پہلے کنویں پر پہنچ کر وہاں قیام فرمایا تو حضرت خباب بن منذر ؓ نے استفسار کیا، یا رسول اللہ! یہاں قیام کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا ہے اور ہم اس سے آگے یا پیچھے نہیں جاسکتے یا محض جنگی چال اور حربی نکتہ نظر سے اس مقام کا انتخاب فرمایا؟ آقائے مدینہ ؐ نے ارشاد فرمایا، یہ

محض جنگی تدبیر کے لحاظ سے میری رائے ہے۔ حضرت خبابؓ عرض گزار ہوئے، یا رسول اللہ! پھر (میرے خیال میں) یہ جگہ قیام کے لئے بہتر نہیں، بلکہ مناسب خیال فرمائیں تو آگے تشریف لے چلے کہ تمام کنویں ہمارے پیچھے رہ جائیں اور ایک کنویں کے سوا تمام کنویں پاٹ دیجئے۔ اور اس ایک کنویں پر حوض بنا کر (پانی جمع کر لیجئے)۔ پھر ہم جہاد کریں گے اور پانی پیتے گے جبکہ دشمن نہ پی سکیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادے۔ پیارے آقاؐ نے حضرت خبابؓ کی رائے بہت پسند فرمائی اور اسی پر عمل فرمایا۔ (دلائل النبوة للشیخ محمد بن علیہ الرحمۃ ج ۳ ص ۳۵)

ٹھٹھے علیہ السلامی بھائیو! ہمارے پیارے آقاؐ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مشوروں اور آراء کی خوب قدر افزائی فرماتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آقائے مدینہؐ کی اس قدر شفقت، نرمی و رحمت اور مناسب مشورہ قبول فرمانے والی مبارک خصلت کی ڈھارس سے دل کھول کر اپنی رائے کا اظہار کر لیا کرتے چنانچہ حضرت سیدنا خبابؓ نے بھی اپنے آقاؐ کے اس خلق حسن کی برکتیں لوٹتے ہوئے اپنی رائے بارگاہ رسالتؐ میں پیش کر دی جسے سرکارِ دو عالمؐ نے قبول فرما کر اپنے غلام حضرت خبابؓ کو اتنا بڑا اعزاز عطا فرمایا کہ اپنی انتخاب فرمودہ جگہ ترک کر کے ان کی رائے پر عمل فرمایا۔ (دلائل النبوة للشیخ محمد بن علیہ الرحمۃ ج ۳ ص ۳۵)

ٹھٹھے علیہ السلامی بھائیو! ہمارے آقاؐ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مشوروں اور آراء کی خوب قدر افزائی فرماتے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آقائے مدینہؐ کی اس قدر دانی و شفقت، نرمی و رحمت اور مناسب مشورہ قبول فرمانے والی مبارک خصلت کی ڈھارس دل کھول کر اپنی رائے کا اظہار کر لیا کرتے چنانچہ حضرت سیدنا خبابؓ نے بھی اپنے آقاؐ کے اس خلق حسن کی برکتیں لوٹتے ہوئے اپنی رائے بارگاہ رسالتؐ میں پیش کر دی جسے سرکارِ دو عالمؐ نے قبول فرما کر اپنے غلام حضرت خبابؓ کو اتنا بڑا اعزاز عطا فرمایا کہ اپنی انتخاب فرمودہ جگہ ترک کر کے ان کی رائے پر عمل فرمایا۔

ٹھٹھے علیہ السلامی بھائیو! ہمارے معزز مکرم اسلاف کرام علیہم الرحمۃ والرضوان بھی اپنی تمام تر صواب اندیشی و عمد فکری کے باوجود رسول کریمؐ و رؤف و رحیمؐ کی اتباع میں اپنے ماتحت اصحاب سے مشورہ فرمایا کرتے۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کے مشورے

حضرت قاسم علیہ الرحمۃ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو کوئی ایسا امر درپیش ہوتا جس میں اہل فقہ و رائے کو مشورے کی ضرورت ہوتی تو آپؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ ابی بن کعبؓ، حضرت زید بن ثابتؓ اور مہاجرین و انصار کے چند اور حضرت علیہم الرضوان کو بلا لیتے (اور ان سے مشورہ فرماتے)۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کے مشورے

امام زہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کی مبارک مجلس جوان و عمر رسیدہ علماء سے بھری ہوتی تھی

بسا اوقات ان سے مشورہ کرتے تو فرماتے ”تم میں سے کسی کو اس کی عمری مشورہ دینے سے نہ روکے کیونکہ علم کا مدار علم یا زیادہ عمر پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے علم سے نواز دیتا ہے۔

(مصنف عبدالرزاق، ص ۳۶۳ ط، دارالکتب العلمیہ بیروت)

خلیفہ کا چنانوبھی مشاورت سے

امام و خلیفہ کا تقرر کس قدر اہم مسئلہ تھا مگر سیدنا عمر فاروق ؓ نے اسے بھی شورائی کی صواب دید پر پر چھوڑ دیا۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۵ نور محمد صالح المطالع کراچی)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم ؓ وہ صائب الرائے شخصیت ہیں کہ جن کی رائے کی موافقت میں قرآن پاک کی کم و بیش ۲۰ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۳۲ ط، میر محمد کتب خانہ کراچی) مگر آپ ؓ کی شان تواضع کا یہ عالم ہے کہ پھر بھی اپنے اصحاب سے مشورے طالب فرمایا کرتے اور اس کی ترغیب ارشاد فرمایا کرتے اور یہی طریقہ طبع دے والیاں خلافت و خیار امت کا رہا۔

مشورے کی سنت اپنائے:

مگر افسوس ایک ہم ہیں کہ کوئی منصب یا ذمہ داری مل جاتی ہے تو کسی ماتحت سے مشورہ کرنا تو کجا اگر کوہ ماتحت از خود ہمیں مشورہ دینے کی جسارت کر بیٹھے تو اس کو بدتہذیب، بے ادب، گستاخ اور زبان دراز جانتے اور اپنے عہدے کے غرور اور بدخلق و حوصلہ شکن رویے کے فتور سے اس کے دل شیشہ چکن چور کر ڈالتے ہیں۔ کاش ہم عاجزی اپنا کر اپنے آقائے خوش خصال، صاحب شیریں مقال ؓ کی مشورہ کرنے والی سنت پر بھی عمل پیرا ہوں اور وسعت قلبی سے اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کی رائے لینے کا خلق اپنائیں اور ان کی مناسب رائے قبول بھی کریں۔

کسی کی رائے حقیر نہ جانئے

ارد شیر بن با بک کا قول ہے ”حقیر آدمی کی طرف سے دی گئی درست رائے کو حقیر نہ جان کیونکہ ”موتی“ اس کے نکالنے والے غوطہ خور کی حقارت کی وجہ سے کم قیمت نہیں جانا جاتا۔“ (المستطرف ج ۳ ص ۲۳۳ ط، دارصادر بیروت)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! ہم بھی مدنی مشوروں کے یہ قیمتی موتی چننا شروع کریں گے تو ان شاء اللہ ﷻ محبت والفت، لحاظ و مروت، مہارت و صلاحیت، خیر خواہی و حمایت، تقسیم کار کی وسعت، دوائی اجتماعیت اور رفعت و شوکت کی چمک دمک سے جگمگاتی ایسی بے نور لڑی تیار ہوگی جو غرور و ”دعوت اسلامی“ کے سرعروچ پر مُر شین تاجِ عُزت سے معلق سہرے میں خوب سجے چمکے گی۔

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی کیا بات ہے!

محی سنت، شیخ طریقت، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے مشورے کا فیضان عام اور خود رائی کا انداز تمام کرتے ہوئے نہ صرف خود عملی طور پر مشورے کی سنت کو زندہ کیا اور شفقت و نرمی، حوصلہ افزائی، یکساں توجہی اور احترام مسلم سے بھرپور مدنی مشاورت کا ایسا پیارا اور دلکش انداز پیش کیا جو طنز و حوصلہ شکنی، تضحیک و تجہیل اور درشت روی و عدم توجہی سے

یامبر پاک پے بلکہ مرکزی مجلس شوریٰ کو اسے سلسلے میں واضح احکامات عطا فرما کر (ذیلی حلقے سے لیکر مجلس شوریٰ تک) ہر سطح پر مشاورت کے قیام کا سلسلہ بھی جاری فرمادیا ہے جسے آپ دامت برکاتہم العالیہ کے مبارک انداز میں ڈھالنے کی کوشش جاری ہے۔

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کے مدنی مشورے کا انداز

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا مدنی مشورہ مدنی آقا ﷺ کے فرمان پر بشارت ”یٰۤاَیُّہَا رُسُلُ الْاٰلَمِیْنَ سِرُّوْا وَّبَشِّرُوْا وَلَا تَنْفَرُوْا“ (یعنی آسانی پیدا کرو اور تنگی دے دو اور خوشخبری دے دو اور متفرق نہ کرو) (صحیح البخاری ج ۱ ص ۱۶) (مدنی کتب خانہ کراچی) کی عملی تصویر ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ دیکھا گیا ہے کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی مشاورت، یسر و بشارت کی سہولتوں سے مملو، جفیر و تکبیر کی تلخیوں سے مبرا، سرور آمیز سنجیدہ ماحول میں ہوتی ہے۔ آپ کی شفقت کی تھپک اور آپ کے مزاج کا رفق شرکاء مدنی مشورہ کا اتنا حوصلہ دے دیتا ہے کہ باوجود عجب ولایت کے کوئی بھی اسلامی بھائی اپنے مشورے کی پیش گزاری میں جھجک محسوس نہیں کرتا۔ کوئی کیسا ہی خفیف و نامناسب بلکہ احمقانہ مشورہ ہی دے بیٹھے آپ دامت برکاتہم العالیہ اس کو انتہائی تحمل و وسعت ظرفی سے سنتے اور پھر بڑے بڑے شفقت و حکیمانہ انداز میں اس مشورے کی کمزوریوں پر روشنی ڈال کر اس طرح اس کا نامناسب و ہونا واضح کر دیتے ہیں کہ مشورہ دینے والے کی حوصلہ شکنی بھی نہیں ہوتی اور وہ اپنی غلط رائے سے رجوع کر لیتا ہے۔

اس سے ان اسلامی بھائیوں کو ضرور درس حاصل کرنا چاہئے جو اپنے مشوروں میں انداز سے دوسروں کی بات کی کاٹ کرتے اور کسی کے نامناسب مشورے پر طنز و تضحیک سے کام لیتے ہیں کہ اس سے جہاں شرکاء مدنی مشورہ کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے وہاں وہ خود بھی مخلص مشیروں کی وفاداریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں بلکہ اپنے خلاف اسلامی بھائیوں کا ایک حلقہ بنا لیتے ہیں۔ یقیناً یہ ہمارا حکمت عملی سے محروم تنگ ظرف کردار ہی ہے کہ جس کی وجہ سے ہم چند اسلامی بھائیوں کے ذمے دار ہو کر بھی انہیں اپنا بنانے میں ناکام ہیں اور امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ لاکھوں اسلامی بھائیوں کے دلوں کی دھڑکن اور روح کی راحت بنے ہوئے ہیں۔ لہذا ہم بھی اگر کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا حلم و حکمت بھر انداز اختیار کرنا ہوگا، اپنے ماتحت اسلامی بھائیوں کی عزت نفس کا خیال رکھ کر انہیں سینے سے لگانا ہوگا، ان سے مشورہ کرنے کو اہمیت دے کر انہیں احساس محرومی سے شکار ہونے سے محفوظ رکھنا ہوگا اور اگر بالفرض ان کے مشورے پر عمل کی صورت میں نقصان ظاہر ہو تو بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے انہیں ملامت و توبیخ کرنے سے بچنا ہوگا۔

تو نے ایسا کہا تھا!

کسی دانا کا قول ہے ”جب تیرا دوست تجھے مشورہ دے اور اس کا انجام اچھا نہ ہو تو اس بات پر اسے ملامت و عتاب نہ کر اور اس طرح بھی نہ کہہ“ ”تو نے ایسا کہا تھا، تیری سے ایسا ہوا ہے، اگر تو نہ ہوتا تو ایسا نہ ہوتا“ کیونکہ یہ سب زحمر و ملامت ہی ہے (اور اس سے تیرا دوست شرمندہ ہوگا اور آئندہ تو اس کی بھلائی سے محروم ہو جائیگا) (المطرف ج ۳ ص ۱۰۰)

مشورہ قربت کا باعث ہے

مشورہ کرنا ایسا مبارک فعل ہے کہ اس سے وہ شخص سے مشورہ کیا جائے اپنی قدرت قیمت اور تکریم و اہمیت محسوس کر کے مسرور ہوگا اور اس کی مشورہ لینے والے سے وابستگی و قربت بڑھے گی۔ بلکہ اگر ناراض اسلامی بھائی سے مشورہ کیا جائے تو یہ مشورہ کرنا اس کا بغض و کینہ کا فوراً اور ناراضگی دور کر کے دل میں لطف و محبت کا نور پیدا کریگا۔ جیسا کہ بعض مفسرین نے آیت (وَسَاوِ دُهُم فِی الْأَمْرِ) کے تحت اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن الجزء الرابع ص ۹۲ ط، دار الفکر بیروت)

صائب الرائے کی فوقیت

ایسی پختہ فکر، وسیع النظر، ذوق تجربہ اور صائب الرائے شخصیت جس کی درستی وہ صواب اغلب و اکثر ہوا اگر بغیر مشورے کے بھی کوئی امر فرمادے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ ایسی شخصیات ہی کی آراء سے تو قومیں بنتی اور فلاح پاتی ہے۔

سرکار مدینہ ﷺ کی وفات ظاہری کے بعد حضرت سیدنا اسامہ بن زید ؓ کے قافلے کی روانگی کے سلسلے میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ نے دیگر صحابہ کرام الرضوان کے مشوروں سے قطع نظر کرتے ہوئے اپنی وسعتِ ذہنی اور بالغ نظری سے اسے روانہ کرنے کی اپنی رائے پر ہی مثبت اختیار فرمایا، جس کے بعد میں کثیر فوائد ظاہر ہوئے۔ (ملخصا الریاض

النضرہ الجزء الاول ص ۹۸ ط، دار المنار القاہرہ)

صحیحی کہتے ہیں کہ قوم عیس کے ایک شخص سے کسی نے پوچھا، تمہاری قوم میں درست رائے والے کتنے زیادہ ہیں؟ اس نے جواب دیا ہم ہزار آدمی ہیں اور ہم میں ایک ہی شخص حازم و تجربہ کار ہے۔ ہم سب (اپنے کاموں میں) اس سے مشورہ کر کے چلتے ہیں۔ تو گویا ہم سب کے سب تجربہ کار و درست رائے والے ہیں۔ (العقد الفرید ص ۶ ط، دار الاحیاء التراث العربی)

مشورہ دینے والا کیسا ہو؟

مشورے کے باب میں یہ بات انتہائی اہم ہے کہ مشورہ دینے والا کیسا ہے۔ کیونکہ مشیر کا بھی کسی کام میں بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ نقل فرماتے ہیں کسی نے امیر المومنین مولانا مشکل کشا کر اللہ وجہ الکریم سے استفسار کیا کہ خلفاء علیہ کے زمانے میں فتوحات اسلامی زیادہ ہوئیں اور آپ کے زمانے میں خانہ جنگی زیادہ رہی اس کا سبب کیا ہے؟ ارشاد فرمایا، انہیں مشورہ دینے والے ہم تھے اور ہمیں مشورہ دینے والے تم ہو۔ لہذا ضروری ہے کہ مشورہ دینے والا اپنے آپ کو ان اوصاف سے مٹھتے کرے، جس سے اس کی رائے خام سے تام ہو جائے اور وہ مشورہ دینے میں مفید کردار ادا کر سکے۔ چنانچہ مشورہ دینے والا معاملے کی نوعیت سے صحیح طور پر آگاہ، آداب مشورہ سے واقف، تہذیب و شائستگی کا پیکر، خلوص و اللہیت کا حامل، غور و خوض کا عادی، سلجھا ہوا، سنجیدہ فکر اسلامی بھائی ہونا چاہیے۔

مشورہ دینے کے آداب میں منقول ہے ”مشورہ دینے والا معاملے کی باریکیوں کا صحیح علم رکھنے والا، مہذب و شائستہ رائے

وال ہو کیونکہ بہت سے علم والے درست رائے کی معرفت نہیں رکھتے اور کئی ایسے ہیں جو معمولی بات میں بحث کرنے میں بھی درست پر نہیں ہوتے۔“ (ایضاً ۲۴۶)

مشیر عاجزی و اخلاص والا ہو

مشیر (یعنی مشورہ دینے والے) کے لئے ضروری ہے کہ وہ عاجزی و اخلاص والا ہو۔ اس کا مقصد اپنی رائے کی برتری ثابت کرنا نہیں بلکہ معاملہ کی بہتری ہونا چاہئے۔ لہذا اگر ذمہ دار اس کی رائے کے علاوہ کسی اور بات میں بہتری سمجھتے ہوئے اسے اختیار کرے تو اس کے دل میں کچھ بھی رنج پیدا نہیں ہونا چاہئے، بلکہ اس اپنا یہی ذہن بنائے رکھنا چاہئے کہ میرا مشورہ ناقص ہے اگر کام میں آجائے تو میرے لئے ثواب ہے اور اگر کسی اور رائے پر عمل ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں ہی بہتری فرمادے۔ لہذا جب بھی مشورہ دیں وسعتِ نظری و قلبی کے ساتھ دیں۔ الحمد للہ ﷺ امیر اہلسنت و دامت برکاتہم العالیہ نے ہمیں یہ ذہن دیا ہے کہ جب بھی مشورہ دیں یہ کہہ کر دیں کہ ”یہ میرا ناقص مشورہ ہے“۔ جب ہم خود اپنے مشورے کو واقعی ناقص جانیں گے تو قول نہ ہونے پر رنج نہیں ہوگا اور نفس و شیطان بھی کوئی وار نہ کر سکیں گے اور اگر قبول نہ ہونے پر ناراضی کا اظہار کر بیٹھے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارا زبان دے اسے اپنے مشورے کو ناقص کہنا عاجزی نہیں ریا کاری تھا۔ اس لئے مشورہ دینے والے کو پہلے ہی سے اپنا یہ ذہن بنالینا چاہئے کہ میرا مشورہ ناقص ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ نہ مان جائے۔ وگرنہ مشورہ مسترد ہونے کی صورت میں شیطان اپنا کام کر دکھاتا اور عزت نفس و انا کا مسئلہ بنا کر آپس میں اختلافات پیدا کروادیتا ہے۔ نیز مشورہ دینے والا یہ بات بھی ذہن میں رکھے کہ مشورہ لینے والے کو شرعی حق حاصل ہے کہ وہ اس کی رائے سے اتفاق نہ کرے۔

مشورہ یا حکم؟

حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا باندی تھیں۔ ان کے آقا نے ان کا نکاح حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور کچھ عرصے کے بعد انہیں آزاد کر دیا۔ آزاد ہونے کے بعد حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کو یہ حق حاصل ہو گیا کہ وہ چاہیں تو اپنے شوہر کے ساتھ ہیں یا علیحدگی اختیار فرمالیں۔ چنانچہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے علیحدگی کا ارادہ فرمایا، حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ سے بہت محبت فرماتے تھے اور علیحدگی نہ چاہتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا، بہتر ہے کہ تم اس سے رجوع کرلو۔ وہ عرض گزار ہوئیں، یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ مجھے یہ حکم دیتے ہیں؟ فرمایا، میں سفارش کرتا ہوں۔ عرض کی مجھے اس (رجوع) کی حاجت نہیں۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث ۵۲۸۳ ج ۳ ص ۲۸۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! آقائے دو عالم ﷺ کی عاجزی کے قربان! کس قدر پیارا درس عطا فرمایا کہ کوئی کیسا ہی ذہین و فطین اور کتنی ہی اہم شخصیت ہوا اگر کوئی اس کا مشورہ قبول نہ کرے تو اس سے رنجیدہ خاطر ہو کر اس پر غضب ناک نہ ہو جائے اور اس مشورہ نہ ماننے والے کے بارے میں دل میں بغض نہ رکھے بلکہ اس طرف توجہ رکھے کہ جسے میں مشورہ دے رہا ہوں اُس پر لازم کب ہے کہ وہ میرے مشورے پر عمل بھی کرے اور ایک ماتحت کے لئے تو عمر ان و ذمے دار کے بارے میں اس سے بڑھ کر آداب قابلِ لحاظ ہیں۔

مُشیرِ امین اور رازدار ہو

مشیر کے لئے امانت دار اور صاحبِ راز ہونا بھی بہت ضروری ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ نبیوں کے سرور، رسولوں کے افسر محبوب رب داود علیہ السلام قیدی تقسیم فرما رہے تھے۔ جب دو غلام (یعنی قیدی) باقی رہ گئے تو ایک انصاری صحابی علیہ السلام (حصول غلام کی غرض سے) حاضر ہوئے۔ رسول مختار، باذنِ باذن پروردگار ﷺ نے ارشاد فرمایا ”ان دونوں میں سے جو چاہا اختیار کر لو“ ان صحابی علیہ السلام نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! بلکہ آپ انتخاب فرمادیں۔ پیارے آقا ﷺ نے دو مرتبہ اپنا ایک دست اقدس دوسرے مبارک ہاتھ پر مارتے ہوئے فرمایا، ”اَلْمُسْتَفْضَا اَمِينٌ“ یعنی جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے، جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔ (اس ارشاد کے بعد فرمایا)، لے (ان دونوں غلاموں میں سے) یہ لے لے، کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ ص ۶۲ ط، دارالکتب العلمیہ بیروت)

سیدنا امام بخاری علیہ رحمۃ الہی فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کے بعد خلفاء وائمہ مباح کاموں میں امین لوگوں اور علماء سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ (الجامع لاحکام القرآن الجزء الرابع ص ۹۳ ط، دارالفکر بیروت)

سیدنا سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ”متقی، امانت دار اور خوفِ خدا ﷻ رکھنے والے شخص سے مشورہ کرنا چاہئے۔“ (ایضاً)

بعض علماء فرماتے ہیں، ”کسی تجربہ کار شخص سے مشورہ لینا چاہئے کیونکہ وہ تم کو ایسی رائے دیگا جو اسے تو گراں دستیاب ہوئی مگر تجھے مفت میں مل جائیگی۔“ (ایضاً)

لہذا مشورہ اس کے اہل سے کرنا ضروری ہے بیماری میں پولیس اور عمارت کی تعمیر میں طبیب سے مشورہ نہیں لیا جائے گا۔ اسی طرح کہا گیا ہے کہ مندرجہ ذیل سے مشورہ نہ کیا جائے۔

(۱) جاہل (۲) دشمن (۳) ریاکار (۴) بزدل (۵) خواہشات کا پیرو۔ کیونکہ رائے دینے میں جاہل گمراہ کرے گا، دشمن ہلاکت چاہے گا، ریاکار لوگوں کی خوشنودی کو پیشِ نظر رکھے گا، بزدل کم ہمتی کا مظاہرہ کریگا، بغیل کی رائے حرصِ مال سے خالی نہ ہوگی اور خواہشات کی پیروی کرنے والا اپنی خواہشات کا غلام ہوتا ہے سو اس کی رائے اس کی خواہش کے تابع ہوگی۔ (المستطرف ص ۲۳۸ ط، دارصادر)

لاالچی اور خوشامدی سے بھی مشورہ نہیں کرنا چاہئے کہ یہ ہمیشہ اپنا فائدہ سوچے گا اور اجتماعی مفادات سے کچھ غرض نہ رکھے گا۔ لہذا مشورہ دینے والے کو چاہئے کہ مذکورہ بالا صفات مذمومہ سے خود کو بچائے۔ اور اپنے اندر ایسی اعلیٰ صفات اور ایسی کڑھن اور اخلاص پیدا کرے کہ اس کے مشورے مدنی کاموں میں زیادہ سے زیادہ بہتری لانے کے لئے مفید ہو و مندرجہ ثابت ہو سکیں۔

لہذا تمام مگرانِ اسلامی بھائیوں کو چاہیے کہ مرکزی مجلس شوریٰ کی طرف سے عطا کردہ ”مدنی مشورہ کے ۱۹ مدنی پھول“ کے مطابق اپنے مشورے کریں اور باہمی مشاورت ہی سے معاملات کو طے کریں تاکہ مشوروں کی برکت سے تقسیم کاری کے

ساتھ ساتھ فہم الہدٰی بھائی بھی ملنا شروع ہو جائیں۔

ذمہ داران کیلئے ۱۹ مدنی پھول

مرکزی مجلس شوریٰ، ملکی انتظامی کابینہ، ہر سطح کی مجلس مشاورت، ڈویژنل اور تحصیل اور علاقائی نگران صاحبان (ذمہ دار اسلامی بہنیں بھی ضرورتاً ترمیم کر کے) ”مدنی مشورہ“ میں تلاوت کے بعد ہر بار پڑھ کر سنائیں کاش! یہ مدنی پھول ہر ذمہ دار کے کانوں میں ہر ماہ دوہرائے جارتے رہیں۔ مقولہ ہے: **بِنَاكَزَ زَنْفَرٍ رَیْعَنُ** یعنی جو بات بار بار دہرائی جاتی ہے وہ دل میں قرار پکڑ لیتی ہے۔

۱۔ مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن پر مضبوطی سے قائم رہیں، علمائے اہلسنت کا ادب کریں۔
۲۔ ”تم سے تمہارے ماتحت کے بارے میں پوچھا جائیگا۔“ (مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۰۷ دار الفکر بیروت) ہر تنظیمی ذمہ دار سے بھی بروز قیامت ایک ایک ماتحت کے بارے میں باز پرس ہوگی، حاکم نہیں خادم بن کر رہیں۔ اور اپنے دل کو عاجزی کا خوگر بنائیں۔

۳۔ ”آپ کا منصب کر کے کھانا نہیں، فقط کوشش کئے جانا ہے۔ کامیابی دینے والی ذات رب کائنات کی ہے۔
۴۔ ہر تنظیمی کام کے آغاز میں (دل ہی میں سہی) دعا کی عادت بنائیں، نظر ”اسباب“ پر نہیں خالق اسباب پر رکھیں۔
۵۔ سمجھ مسئلہ آپڑے تو صلوٰۃ الحاجت، صلوٰۃ الاسرار یا ختم غوثیہ وغیرہ کا اہتمام فرمائیں، گزر گزرا کر دعا مانگیں۔
۶۔ ایسوں کو ڈھونڈتے رہیں جو پہلے آتے تھے مگر اب نہیں آتے۔ ہفتے میں کم از کم ایک مچھڑے ہوئے اسلامی بھائی کو دوبارہ مدنی ماحول سے ضرور وابستہ کریں۔ (یہاں وہ مردانہیں جن پر تنظیمی پابندی لگی ہو)
۷۔ فلسفہ ”انفرادی کوشش“ کی روح ہے۔

۸۔ انتہائی نرمی کے ساتھ گھر میں بھی مدنی ماحول بنائیں، اگر آپ کی سُنّی جاتی ہے تو دیور و جینھ اور بھابھی کے پردے کو یقینی بنائیں۔ گھر کی بے احتیاطیاں باہر آنے سے دعوت اسلامی کو کبھی نقصان پہنچا ہے۔

۹۔ یہ شکایات عام ہیں کہ ”اسلامی بھائی اطاعت و تعاون نہیں کرتے، الگ الگ گروپ بنالیا ہے“ وغیرہ۔ اس کی بنیادی وجہ اکثر ذمہ دار کی بے احتیاطیاں بھی ہوتی ہیں مثلاً جو ”ذمہ دار“ غصیلا، باتونی، ایک یا چند سے گہری دوستی رکھنے والا، روٹھے ہوؤں کو منانے کے بجائے ان کی کاٹ کرنے والا، توکار، اے بے تہے اور بازاری لہجے والا اور نرمی سے محروم ہوگا تو اس کے علاقے میں شکایات ختم ہونے کے بجائے بڑھتی چلی جائیں گی۔

۱۰۔ معمولی بے احتیاطی بھی کبھی کبھی بہت بڑے نقصان کا باعث بنتی ہے۔ اگر آپ واقعی مدنی کام کرنا چاہتے ہیں تو جب تک شریعت حکم نہ دے ہرگز کس سُنّی کو اپنا مخالف نہ بنائیں۔

۱۱۔ آپ کی ایک ایک حرکت کو لوگ بغور دیکھتے ہوں گے لہذا کوئی ایسا کام نہ کریں کہ دعوت اسلامی پر انگلی اٹھے۔

۱۲۔ ایک طرف کی سن کر کوئی رائے قائم نہ کریں، نہ فیصلہ سنائیں، فریقین کی الگ الگ سنیں اور غرور و غرور کے فضائل بیان کر کے نرمی پر آمادہ کریں پھر دونوں کو اکٹھا دکھا کر صلح کروادیں۔

۱۳۔ زبان کی بے احتیاطی مدنی ماحول کیلئے غالباً سب سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ لہذا ادانت ڈپٹ اور مسخرہ پن کیلئے خود پر باندی لگائیں، گفتگو کے اشارے سیکھ لیں اور ضرورتاً اس طرح کی تقسیم کر لیں مثلاً والدین سے نیز فون پر زبان سے بات کروں گا۔ جو چھوٹا بھائی ماحول میں ہے اس سے اور فلاں فلاں اسلامی بھائی سے حتی الامکان اشارے سے اور لکھ کر کام چلاؤں گا۔ ان شاء اللہ آہستہ آہستہ آپ سنجیدہ اور کم گو ہو جائیں گے۔ پھر دیکھئے مدنی ماحول میں حسن اخلاق کے کیسے مدنی پھول کھلتے ہیں۔ اس کیلئے مہینے میں کم از کم ایک بار رسالہ ”**فضلِ مدینہ**“ یا انفرادی طور پر پڑھنا ان شاء اللہ ﷻ مفید رہے گا۔

۱۴۔ ہر مہینے مدنی قافلے میں سفر اور مدنی انعامات کا ہر ماہ فارم جمع کروانے میں ذمہ داران کو تباہی کر کے اسلامی بھائیوں کی تنقید یا حوصلہ شکنی اور دعوتِ اسلامی کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔

۱۵۔ غلطی کرنے والے کی براہِ راست اصلاح کریں اور مسائل کا تنظیمی ترکیب سے حل نکالیں۔ جب تک شرعاً واجب نہ ہو جائے اس وقت تک کسی کی غلطی کو دوسرے کے آگے بیان کر کے بدگمانیوں، غیبتوں، پھغلیوں اور ایک دوسرے کے غیوب اچھالنے کا بازار گرم کر کے اپنی آخرت اور دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول کے نقصان کا سبب نہ بنیں۔

۱۶۔ جو چندہ جس مد یعنی عنوان کے تحت لیا اسی میں خرچ کرنا واجب ہے مثلاً مسجد کے نام پر لیا ہوا چندہ مدرسہ اور دیگر نیک کاموں پر خرچ کر دیا تو نادان (یعنی جتنا خرچ کیا وہ پلٹے سے) ادا کرنا پڑیگا۔ لہذا جس سے چندہ لیں اس سے کہیں، ”یہ رقم ہمیں ہر نیک کام میں خرچ کرنے کی اجازت دے دیجئے۔“ مستحق کو زکوٰۃ و فطرہ کا مالک بنانا شرط ہے۔ بلا حیلہ شرعی مسجد یا مدرسہ کی تعمیر و مدرسین کی تنخواہ اور دیگر نیک کاموں میں استعمال نہیں کر سکتے۔

۱۷۔ جس اسلامی بھائی سے زکوٰۃ و فطرہ کا حیلہ کی اس کو مالک بنادینا ضروری ہے اگر دیتے وقت کہا ”واپس لوٹا دینا“ تو حیلہ دُرست نہ ہوگا۔ وہ بھی عطیہ دیتے وقت کلی اختیارات دے اگر مثلاً اس نے دیتے وقت کہا، ”یہ رقم فیضانِ مدینہ کی تعمیر میں لگائیں تو اب کسی اور کام میں خرچ کریں تو گنہگار ہوں گے۔“

۱۸۔ مسجد، مدرسہ یا کسی بھی سماجی ادارہ کی اسٹیشنری، فون اور بجلی وغیرہ کا ذاتی استعمال حتیٰ کہ موبائل وغیرہ بھی چارج نہیں کر سکتے ہاں عرف کے مطابق جو جتنی روشن ہے اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

۱۹۔ خدام مسجد و مدرسہ ضرورت سے زائد حق، پنگھانہ چائیں اور وقت پورا ہوتے ہی فوراً بند کر دیں۔ بلا اجازت شرعی تاخیر کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ ہر ایک کو ان باتوں کا اپنے گھر میں بھی خیال رکھنا چاہیے۔ آخر میں اپنی نیت کی اصلاح کے ساتھ تین بار یہ پڑھیں اور سارے دوہرائیں۔ ”مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔“ (ان شاء اللہ ﷻ) اپنی اصلاح کی کوشش کیلئے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کیلئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔ ان دونوں کاموں کا عادی بننے کیلئے مجھے اپنی ذات پر یہ سات مدنی اصول نافذ کرنے ہیں۔

(۱) ہر نماز یا جماعت مسجد میں ادا کرنی ہے اور اس کیلئے کم از کم ایک کو دعوت دیکر اپنے ساتھ مسجد میں لے جانا ہے۔

(۲) روزانہ کم از کم دو گھنٹے مدنی کاموں میں صرف کرنے ہیں۔

(۳) ہر ہفتے تعطیل کے دن علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت میں اول تا آخر شرکت کرنی ہے۔

(۴) ہفتہ وار مدنی انعامات کا فارم پُر کرنا اور ہر ماہ ذمہ دار کو جمع کروانا ہے۔

(۶) زندگی میں یک سوشت ۱۲ ماہ، ہر ۱۲ ماہ میں ۳۰ دن اور عمر بھر ہر ماہ تین دن کیلئے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے۔

(۷) انفرادی کوشش کے ذریعے اسلامی بھائیوں کو مدنی ماحول میں لانا ہے۔ میں بھی ان اصولوں پر عمل کی نیت کرتا ہوں اور آپ بھی نیت فرمائیں زور سے کہیں ان شاء اللہ ﷻ۔

مدنی مشورے کو موثر بنانے والے مدنی پھول

الف: مدنی مشورے سے قبل مندرجہ ذیل امور کے پیش نظر رکھیے۔

۱۔ سابقہ مدنی مشورے کے نکات کا مطالعہ کیجئے اور اس بات کا یقین کر لیجئے کہ جو مدنی کام آپ کے سپرد کئے گئے تھے وہ انجام پا چکے ہیں۔

۲۔ سابقہ مدنی مشورے کے جن نکات کی تفصیل درکا ہوا ہے اگلے مدنی مشورے سے قبل ہی اپنے نگران سے حاصل کر لیجئے تاکہ آئندہ مدنی مشورہ مفید ثابت ہو سکے اور جن امور پر سوالات قائم ہوتے ہوں انہیں بھی پہلے ہی تحریر کر لیجئے۔

۳۔ اس بات پر بھی غور فرما لیجئے کہ آئندہ مدنی مشورے میں کن کن امور پر کس طرح گفتگو کرنی ہے۔

۴۔ مدنی مشورے سے پیشتر یا فوراً بعد کوئی اہم کام پہلے سے طے نہ کیجئے۔

۵۔ مدنی مشورے کے دوران کسی اہم فون یا معاملے وجہ سے توجہ کے منتشر ہونے سے بچنے کے لئے پہلے سے کسی نعم البدل کا انتظام فرما لیجئے۔

۶۔ مدنی مشورے میں پہنچنے کا درست وقت اگر ۱۰:۰۰ بجے ہے تو آپ پورے دس بجے ہی نہ پہنچے بلکہ ہو سکے تو پچیس چھبیس منٹ ورنہ کم از کم پانچ دس منٹ قبل تشریف لائیے تاکہ آپ اضطراب دور کر سکیں اور خود کو مدنی مشورے کے ماحول میں ڈھال سکیں۔

۷۔ آئندہ مدنی کیلئے آپ کے نکات مکمل تیار ہوں، اور اس معاملے میں آپ کا ذہن اپنا موقوف سمجھانے کیلئے بالکل صاف ہو اور دعوت اسلامی کے اجتماع فوائد پر آپ کی نظر ہو۔

۸۔ مدنی مشورے کے دوران یہ بات ذہن نشین رکھیے کہ میرا مشورہ یا تجویز ناقص ہے اور ممکن ہے کہ رد ہو جائے۔ نیز ایسی میں ہرگز ”نا“ کا مسئلہ نہ بننے دیجئے، البتہ اپنا موقوف اس قدر مدلل اور ٹھوس انداز میں مگر نرم گفتگو کے ساتھ پیش کیجئے کہ لوگوں کے دل ماننے پر مجبور ہو جائیں۔

۹۔ اپنے نکات کے سلسلے میں ضروری کوائف مع متعلقہ لوازمات لازمی ساتھ رکھئے۔

۱۰۔ اگر کسی وجہ سے غیر حاضری ہو تو اس کی پیشگی اطلاع فرد دیجئے اور اگر نگران کی اجازت ہو تو متبادل کو مکمل تیاری کے

ساتھ بھیج دیجئے۔

ب: مدنی مشورے کے دوران مندرجہ ذیل اُمور کو مد نظر رکھیے:

۱۔ نکات اور دیگر گفتگو کو تحریر کرنے کیلئے ضروری اسٹیشنری جیسے ڈائری، قلم وغیرہ ساتھ رکھیے۔

۲۔ اپنے نکات واضح انداز اور مختصر گفتگو میں پیش کیجئے، لمبی چوڑی بحث سے اجتناب کیجئے۔

۳۔ اگر آپ کوئی رائے دینا چاہیں یا کوئی بات ذہن میں ہو اور اس کا اظہار کرنا چاہیں تو مناسب وقت پر کر دیجئے مگر اس

میں صاف گوئی اور دیانت داری کو پیش نظر رکھیے اور شرکاء کی دل آزاری سے خود کو بچا کر رکھیے۔

۴۔ خود بھی طے شدہ نکات پر ہی گفتگو کیجئے اور تمام شرکاء کو بھی اس کا پابند کیجئے۔ خَلَطِ مَخْتَلَف (یعنی موضوع سے ہٹ کر غیر

متعلقہ گفتگو) سے مدنی مشورے کو بچائے رکھئے۔

۵۔ اگر کوئی بات آپ کی سمجھ میں نہ آئے تو اس کی وضاحت ضرورت حاصل کیجئے کسی صورت میں بھی ابہام باقی نہ رہنے

دیجئے۔

۶۔ یاد رکھئے! مدنی مشورے اجتماع نکات، دعوت اسلامی کی ترقی، اہم اُمور پر فیصلوں اور مسائل کے بہتر حل کیلئے کئے

جاتے ہیں۔ لہذا جسمانی حاضری کے ساتھ ساتھ ذہنی لحاظ سے بھی مکمل طور پر حاضر رہیں تاکہ آپ اپنی صلاحیتوں کو

بھرپور استعمال کر سکیں۔

۷۔ شرکاء مدنی مشورہ کے حفظ مراتب اور عزب نفس کا خیال رکھتے ہوئے سب کے خیالات و آراء سننے کا حوصلہ رکھئے اور

انہیں شامل گفتگو کیجئے۔ اس سے شرکاء کے حوصلے بڑھتے اور اعتماد بحال رہتا ہے۔

۸۔ اُن معاملات سے خود کو بچائیے جس سے مدنی مشورے میں اختلاف اور نزاعی کیفیت پیدا ہو مثلاً طنزہ تضحیک

وغیرہ۔ نیز مذاق مسخری، معیار سے گری ہوئی مثالوں، قہقہوں اور ہاتھ پر ہاتھ مارنے وغیرہ سے بھی اجتناب رہئے۔

۹۔ جو مدنی کام آپ کو آئندہ کیلئے دیئے جا رہے ہیں انہیں وضاحت کے ساتھ اپنے پاس تحریر فرمالیجئے۔

ج: مدنی مشورے کے بعد یہ باتیں پیش نظر رکھیے:

۱۔ طے کئے ہوئے نکات کا بغور جائزہ لیجئے۔

۲۔ جو مدنی کام آپ کے سپرد ہیں انہیں بہتر انداز میں سرانجام کیلئے ان کے بارے میں غور فکر کیجئے۔

۳۔ جن اسلامی بھائیوں تک فیصلے اور دیگر نکات پہنچانے ہیں اُن تک فوراً پہنچا دیجئے۔

۴۔ وہ باتیں کسی کے آگے بیان نہ کیجئے جن کے بارے میں ابھی فیصلہ محفوظ ہے یا جنہیں کس اور کو بتانے سے روکا گیا

ہے کہ یہ نکات آپ کے پاس مرکزی امانت ہیں۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

لَا تَفْشِرْ إِلَّا إِلَيْكَ فَإِنَّ لِكُلِّ نَصِيحٍ نَصِيحًا

ترجمہ: اپنا راز اپنے علاوہ کسی پر ظاہر نہ کر کیونکہ ہر رازدار کا ایک راز دار ہوتا ہے۔

(تاریخ اُخلفاء ص ۱۸۴، میر محمد کتب خانہ کراچی)

۶۔ طے شدہ معاملات کے بارے میں ایسا انداز بھی اختیار نہ کیجئے جو اجتماعی فیصلے کے تاثر کو ختم کر کے رکھ دے، اگر کسی فیصلے پر نظر ثانی کی ضرورت محسوس فرمائیں تو اسے آئندہ مدنی مشورے کے نکات میں لے لیجئے۔

۷۔ اتفاق رائے سے کئے گئے فیصلوں کے بعد ان پر عمل درآمد آپ کی ذمہ داری ہے۔ اگر آپ کی اختلاف رائے درست بھی ہو تب بھی اجتماعی فیصلوں کی اپنی برکت اور افادیت ہوتی ہے۔ لہذا کبھی بھی ”انانیت“ اور ”ذایت“ کو بیچ میں لانے کی کوشش مت کیجئے۔

د: نگران یا جس نے مدنی مشورہ طلب کیا اس کی ذمہ داری:

- ۱۔ مدنی مشورے میں جن معاملات اور نکات پر گفتگو ہونی ہے ان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کیجئے۔
- ۲۔ اس بات کو یقینی بنائیے کہ شرکاء مدنی مشورہ کو مقررہ تاریخ، دن، وقت اور مقام کی معلومات نیز اگر ضروری ہو تو نکات کی فراہمی ہو چکی ہے۔
- ۳۔ مدنی مشورے کا وقت آغاز کر دیجئے۔
- ۴۔ مدنی مشورہ عام فہم زبان میں کیجئے۔
- ۵۔ شرکاء کو گفتگو میں شریک رکھئے۔
- ۶۔ حکمت و شفقت سے نظم و ضبط اور ماحول سنجیدگی کو یقینی بنائیے۔
- ۷۔ درست فیصلوں تک پہنچنے کیلئے راہیں نکالئے۔
- ۸۔ آمرانہ انداز سے اجتناب کیجئے اور ایسا انداز اختیار فرمائیے کہ شرکاء اسلامی بھائیوں میں اعتماد پیدا اور اجنبیت و خوف کی کیفیت جاتی رہے۔ اس سے تخلیقی ذہن کھل کر سامنے آئیں گے۔
- ۹۔ آپ اپنا عندیہ قبل از وقت بیان کر کے شاید شرکاء کی رائے سے محروم ہو جائیں لہذا اولاً سب کو اپنے موقف کھل کر بیان کرنے دیجئے ہو سکتا ہے کوہ اسلامی بھائی اتنی پیاری رائے دے دے کہ آپ اپنا عندیہ بدلنے پر مجبور ہو جائیں۔ اگر آپ نے پہلے ہی اپنا ذہن دے دیا تو پھر اچھی رائے قبول کرنے میں بھی ”انا“ کو سامنا ہو سکتا ہے۔
- ۱۰۔ جو نکات لکھ لئے گئے ہیں ان کو ایک نظر دیکھ لیجئے اور اگر کوئی ضروری بات لکھنے سے رہ گئی ہو تو لکھوا لیجئے۔
- ۱۱۔ طے شدہ نکات پر عمل درآمد کو یقینی بنائیے۔